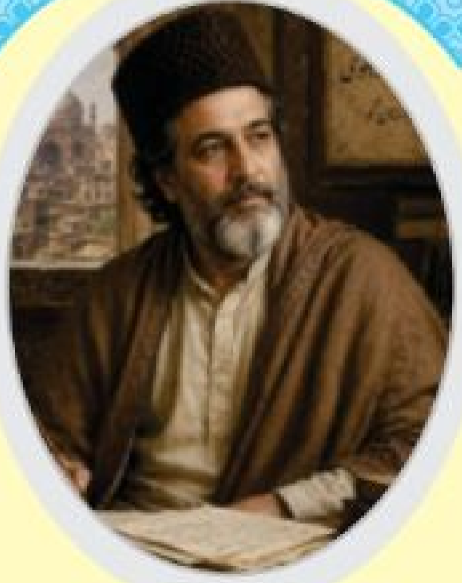

میر امّن دہلوی

(۱۷۴۸ء۔۱۸۰۶ء)

میر امّن کا اصل نام میر امان اور امّن تخلّص تھا۔ وہ میر امّن کے نام سے مشہور ہوئے۔ وہ ۱۷۴۸ء (کم وبیش) میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ ان کا خاندان مغلیہ دربار سے وابستہ تھا اور منصب داری کے اعزاز سے سرفراز رہا۔ مغلیہ سلطنت کے زوال اور بیرونی حملوں کے باعث ان کے خاندان کو شدید معاشی اور سماجی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

میر امّن دہلوی کو فارسی اور عربی زبان و ادب پر گہری دسترس حاصل تھی۔ دہلی کی تہذیبی فضا اور درباری ماحول نے ان کے ذوقِ زبان کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا۔ سیاسی ابتری کے نتیجے میں دہلی کا امن وسکون تباہ ہوگیا تو وہ پہلے عظیم آباد (پٹنہ) اور بعد ازاں روزگار کی تلاش میں کلکتہ چلے گئے۔

کلکتہ میں ان کی ملاقات جان گلکرسٹ سے ہوئی، جو فورٹ ولیم کالج کے سربراہ تھے۔ گلکرسٹ نے انھیں ۱۸۰۱ء میں فورٹ ولیم کالج کے شعبۂ تصنیف وتالیف میں منشی مقرر کیا۔ اسی دوران میں انھوں نے وہ کارنامہ انجام دیا جس نے انھیں اردو ادب میں ہمیشہ کے لیے زندہ کر دیا۔

میر امّن کی اصل شناخت داستان گو اور مترجم کی حیثیت سے ہے، مگر ان کی نثری خدمات نے اردو زبان کی بنیادوں کو مضبوط کیا۔ ان کی سب سے اہم اور شہرۂ آفاق تصنیف ''باغ و بہار'' ہے، جو دراصل فارسی داستان قصۂ چہار درویش کا اردو ترجمہ ہے۔ ''باغ و بہار'' کی سب سے نمایاں خصوصیت اس کی سلیس، رواں اور زندہ نثر ہے۔ مکالموں کی فطری ترتیب، کرداروں کی زبان، محاورات کا برجستہ استعمال اور قصہ گوئی کی دل کشی اسے اردو نثر کا سنگِ میل بنا دیتی ہے۔

''گنجِ خوبی'' ان کی دوسری اہم کتاب ہے جو ملّا حسین واعظ کاشفی کی کتاب ''اخلاقِ محسنی'' کا ترجمہ ہے، تاہم اسے ''باغ و بہار'' جیسی مقبولیت حاصل نہ ہو سکی۔

فورٹ ولیم کالج سے تقریباً پانچ برس وابستگی کے بعد میر امّن نے ملازمت ترک کر دی۔ ان کی بعد کی زندگی کے حالات واضح طور پر معلوم نہیں، تاہم قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہے اور ۱۸۰۶ء کے آس پاس وفات پا گئے۔

www.ilmkidunya.com

سبق: ۹

سیر دوسرے درویش کی

تدریسی مقاصد:

- ☆ داستان کی تعریف، خصوصیات اور اردو ادب میں اس کی روایت کو سمجھنا
- ☆ میر امن دہلوی کی زندگی، ادبی خدمات اور ان کے نثری اسلوب سے واقفیت حاصل کرنا
- ☆ ''باغ و بہار'' کے زیرِ مطالعہ منتخب حصے کا مفہوم، واقعات اور کرداروں کو بیان کرنا
- ☆ سبق میں پوشیدہ اخلاقی درس اور معاشرتی اقدار سے روشناس ہونا
- ☆ داستان کے اہم کرداروں اور ان کی امتیازی خصوصیات کا تجزیہ پیش کرنا

جب دوسرے درویش کے کہنے کی نوبت پہنچی، وہ چار زانو ہو بیٹھا اور بولا:

اے یارو! اس فقیر کا ٹک ماجرا سنو!
میں ابتدا سے کہتا ہوں تا انتہا سنو!
جس کا علاج کر نہیں سکتا کوئی حکیم
ہے گا ہمارا درد نپٹ لا دوا سنو!

اے دَلق پوشو! یہ عاجز بادشاہ زادہ فارس کے ملک کا ہے، ہر فن کے آدمی وہاں پیدا ہوتے ہیں، چناں چہ ''اصفہان، نصفِ جہان'' مشہور ہے۔ ہفت اِقلیم میں اس اِقلیم کے برابر کوئی ولایت نہیں، کہ وہاں کا ستارہ آفتاب ہے، اور وہ ساتوں کواکب میں نیّرِ اعظم ہے۔ آب و ہوا وہاں کی خوش، اور لوگ روشن طبع اور صاحبِ سلیقہ ہوتے ہیں۔ میرے قبلہ گاہ نے (جو بادشاہ اس ملک کے تھے) لڑکپن سے، قاعدے اور قانونِ سلطنت کے تربیت کرنے کے واسطے، بڑے بڑے دانا استاد، ہر ایک علم اور کسب کے چُن کر، میری اتالیقی کے لیے مقرر کیے تھے، تو تعلیمِ کامل ہر نوع کی پا کر، قابل ہوں۔ خدا کے فضل سے چودہ برس کے سن و سال میں سب علم سے ماہر ہوا۔ گفت گو معقول، نشست و برخاست پسندیدہ اور جو کچھ بادشاہوں کو لائق اور درکار ہے، سب حاصل کیا۔ اور یہی شوق شب و روز تھا کہ قابلوں کی صحبت میں قصّے ہر ایک ملک کے اور احوال اولوالعزم بادشاہوں اور نام آوروں کا سُنا کروں۔

ایک روز ایک مصاحبِ دانا نے کہ خوب تواریخ داں اور جہاں دیدہ تھا، مذکور کیا کہ اگر چہ آدمی کی زندگی کا کچھ بھروسا نہیں، لیکن اکثر

www.ilmkidunya.com

وصف ایسے ہیں کہ ان کے سبب سے انسان کا نام قیامت تک زبانوں پر بخوبی چلا جائے گا۔ میں نے کہا: اگر تھوڑا سا احوال اس کا مفصل بیان کرو تو میں بھی سنوں اور اس پر عمل کروں۔ تب وہ شخص حاتم طائی کا ماجرا اس طرح سے کہنے لگا کہ حاتم کے وقت میں ایک بادشاہِ عرب کا نوفل نام تھا۔ اس کو حاتم کے ساتھ بہ سبب نام آوری کے، دشمنی کمال ہوئی۔ بہت سا لشکر فوج جمع کر کر، لڑائی کی خاطر چڑھ آیا۔ حاتم تو خدا ترس اور نیک مرد تھا، یہ سمجھا کہ اگر میں بھی جنگ کی تیاری کروں تو خدا کے بندے مارے جائیں گے اور بڑی خوں ریزی ہوگی۔ اس کا عذاب میرے نام لکھا جائے گا۔ یہ بات سوچ کر تنِ تنہا اپنی جان لے کر ایک پہاڑ کی کھوہ میں جا چھپا، جب حاتم کے غائب ہونے کی خبر نوفل کو معلوم ہوئی، سب اسباب گھر بار حاتم کا قُرق کیا اور منادی کروادی کہ جو کوئی ڈھونڈھ ڈھانڈھ کر پکڑ لاوے پانچ سو اشرفی بادشاہ کی سرکار سے انعام پاوے، یہ سن کر سب کو لالچ آیا اور جستجو حاتم کی کرنے لگے۔

ایک روز ایک بوڑھا اور اُس کی بُڑھیا دو تین بچے چھوٹے چھوٹے ساتھ لیے ہوئے لکڑیاں توڑنے کے واسطے، اس غار کے پاس، جہاں حاتم پوشیدہ تھا، پہنچے اور لکڑیاں اس جنگل سے چُننے لگے۔ بُڑھیا بولی کہ اگر ہمارے دن کچھ بھلے آتے تو حاتم کو کہیں دیکھ پاتے اور اس کو پکڑ کر نوفل کے پاس لے جاتے تو وہ پانچ سو اشرفی دیتا اور ہم آرام سے کھاتے، اس دُکھ دھندے سے چھوٹ جاتے۔ بوڑھے نے کہا: ہمارے طالع میں یہی لکھا ہے کہ روز لکڑیاں توڑیں اور سر پر دھر کر بازار میں بیچیں تب لون روٹی میسّر آوے یا ایک روز جنگل سے باگھ لے جاوے۔ لے اپنا کام کر۔ ہمارے ہاتھ حاتم کاہے کو آوے گا اور بادشاہ سے اتنے روپے دلاوے گا! عورت نے ٹھنڈی سانس بھری اور چُپکی ہو رہی۔

یہ دونوں کی باتیں حاتم نے سُنیں۔ مردُمی اور مروّت سے بعید جانا کہ اپنے تئیں چُھپائے اور جان کو بچائے اور ان دونوں بے چاروں کو مطلب تک نہ پہنچائے۔ سچ ہے کہ اگر آدمی میں رحم نہیں تو وہ انسان نہیں اور جس کے جی میں درد نہیں وہ قصائی ہے۔

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کرّ و بیاں (۱)

غَرَض حاتم کی جواں مردی نے نہ قبول کیا کہ اپنے کانوں سے سن کر چپکا ہو رہے۔ وونہیں (وہیں) باہر نکل آیا اور اس بوڑھے سے کہا کہ اے عزیز! حاتم میں ہی ہوں، میرے تئیں نوفل کے پاس لے چل۔ وہ مجھے دیکھے گا اور جو کچھ روپے دینے کا اقرار کیا ہے تجھے دیوے گا۔ پیر مرد نے کہا: سچ ہے کہ اس صورت میں بھلائی اور بہبودی میری البتہ ہے، لیکن وہ کیا جانیے تجھ سے کیا سلوک کرے! اگر مار ڈالے تو میں کیا کروں؟ یہ مجھ سے ہرگز نہ ہو سکے گا کہ تجھ سے انسان کو اپنی طمع کی خاطر دشمن کے حوالے کروں۔ وہ مال کتنے دن کھاؤں گا اور کب تک جیوں گا؟ آخر مر جاؤں گا، تب خدا کو کیا جواب دوں گا؟ حاتم نے بہتیری مِنّت کی کہ مجھے لے چل، مَیں اپنی خوشی سے کہتا ہوں اور ہمیشہ اس آرزو میں رہتا ہوں کہ میرا جان و مال کسی کے کام آوے تو بہتر ہے، لیکن وہ بوڑھا کسی طرح راضی نہ ہوا کہ حاتم کو لے جاوے، اور انعام پاوے۔

۱۔ خواجہ میر دردؔ

www.ilmkidunya.com

آخر لاچار ہو کر حاتم نے کہا: اگر تُو مجھے یوں نہیں لے جاتا تو میں آپ سے آپ بادشاہ کے پاس جا کر کہتا ہوں کہ اس بوڑھے نے مجھے جنگل میں ایک پہاڑ کی کھوہ میں چُھپا رکھا تھا۔ وہ بوڑھا ہنسا اور بولا: بھلائی کے بدلے بُرائی ملے، تو یا نصیب! اس ردّو بدل کے سوال جواب میں آدمی اور بھی آن پہنچے، بھیڑ لگ گئی۔ انھوں نے معلوم کیا کہ حاتم یہی ہے، تُرت پکڑ لیا اور حاتم کو لے چلے۔ وہ بوڑھا بھی افسوس کرتا ہوا پیچھے پیچھے ساتھ ہو لیا۔

جب نوفل کے رُو بہ رُو لے گئے، اس نے پوچھا کہ اس کو کون پکڑ لایا؟ ایک بدذات سنگ دل بولا کہ ایسا کام سوائے ہمارے کون کر سکتا ہے؟ یہ فتح ہمارے نام ہے، ہم نے عرش پر جھنڈا گاڑا ہے۔ ایک اور ڈِینگ مارنے لگا کہ میں کئی دن سے دوڑ دھوپ کر، جنگل سے پکڑ لایا ہوں، میری محنت پر نظر کیجیے اور جو قرار ہے سو دیجیے۔ اس طرح اشرفیوں کے لالچ سے ہر کوئی کہتا تھا کہ یہ کام مجھ سے ہوا۔ وہ بوڑھا چپکا ایک کونے میں لگا ہوا، سب کی شیخیاں سُن رہا تھا اور حاتم کی خاطر کھڑا روتا تھا۔

جب اپنی اپنی دلاوری اور مردانگی سب کہ چکے تب حاتم نے بادشاہ سے کہا: اگر سچ بات پوچھو تو یہ ہے کہ وہ بوڑھا جو الگ سب سے کھڑا ہے، مجھ کو لایا ہے۔ اگر قیافہ پہچان جانتے ہو تو دریافت کرو اور میرے پکڑنے کی خاطر جو قول کیا ہے پورا کرو کہ سارے ڈیل میں زبان حلال ہے۔ مرد کو چاہیے جو کہے، سو کرے۔ نہیں تو جیبھ حیوان کو بھی خدا نے دی ہے، پھر حیوان اور انسان میں کیا تفاوت ہے؟

نوفل نے اس لکڑہارے بوڑھے کو پاس بلا کر پوچھا: سچ بتا کہ اصل کیا ہے؟ حاتم کو کون پکڑ لایا؟ اس بچارے نے سر سے پاؤں تک جو گزرا تھا راست کہ سنایا اور کہا کہ حاتم میری خاطر آپ سے آپ چلا آیا ہے۔ نوفل یہ ہمت حاتم کی سن کر متعجب ہوا کہ بل بے تیری سخاوت! اپنی جان کا خطرہ بھی نہ کیا۔ جتنے جھوٹ دعوے حاتم کو پکڑ لانے کے کرتے تھے، حکم کیا کہ ان کی مُنڈیاں کس کر پان سو (پانچ سو) اشرفی کے بدلے پان پان سَے جوتیاں ان کے سر پر لگاؤ، کہ ان کی بھی جان نکل پڑے۔ وونہیں تڑ تڑ پیزاریں پڑنے لگیں کہ ایک دم میں سر اُن کے گنجے ہو گئے۔ سچ ہے: جھوٹ بولنا ایسا ہی گناہ ہے کہ کوئی گناہ اس کو نہیں پہنچتا۔ خدا سب کو اس بلا سے محفوظ رکھے اور جھوٹ بولنے کا چسکا نہ دے۔ بہت آدمی جھوٹ موٹ بکے جاتے ہیں، لیکن آزمائش کے وقت سزا پاتے ہیں۔

غرض ان سب کو، موافق ان کے انعام دے کر، نوفل نے اپنے دل میں خیال کیا کہ حاتم جیسے شخص سے (کہ ایک عالم کو اس سے فیض پہنچتا ہے اور محتاجوں کی خاطر جان اپنی دریغ نہیں کرتا اور خدا کی راہ میں سرتاپا حاضر ہے) دشمنی رکھنی اور اس کا مُدّعی ہونا آدمیت اور جواں مردی سے بعید ہے۔ وونہیں حاتم کا ہاتھ بڑی دوستی اور گرم جوشی سے پکڑ لیا اور کہا ”کیوں نہ ہو، جب ایسے ہو، تب ایسے ہو۔“ تواضُع، تعظیم کر کے پاس بٹھلایا اور حاتم کا مُلک و اِملاک اور مال و اسباب جو کچھ ضبط کیا تھا، وونہیں چھوڑ دیا۔ نئے سرے سے سرداری قبیلہ طے کی اُسے دی۔ اور اس بوڑھے کو پانچ سو اشرفیاں اپنے خزانے سے دلوا دیں۔ وہ دعا دیتا ہوا چلا گیا۔

جب یہ ماجرا حاتم کا میں نے تمام سنا، جی میں غیرت آئی اور یہ خیال گزرا کہ حاتم اپنی قوم کا فقط رئیس تھا، جس نے ایک سخاوت کے باعث یہ نام پیدا کیا کہ آج تک مشہور ہے۔ میں خدا کے حکم سے بادشاہ تمام ایران کا ہوں، اگر اس نعمت سے محروم رہوں تو بڑا افسوس ہے۔ فی الواقع دنیا میں کوئی کام، بڑا داد و دہش سے نہیں؛ اس واسطے کہ آدمی جو کچھ دنیا میں دیتا ہے اس کا عوض عاقبت میں لیتا ہے۔ اگر کوئی ایک

www.ilmkidunya.com

دانہ بوتا ہے تو اس سے کتنا کچھ پیدا ہوتا ہے۔ یہ بات دل میں ٹھہرا کر میرِ عمارت کو بلوا کر حکم کیا کہ ایک مکانِ عالی شان جس کے چالیس دروازے بلند اور بہت کشادہ ہوں، باہر شہر کے جلد بنواؤ۔ تھوڑے عرصے میں ویسی ہی عمارتِ وسیع، جیسا دل چاہتا تھا، بن کر تیار ہوئی۔ اور اس مکان میں ہر روز، ہر وقت، فجر سے شام تک، محتاجوں اور بے کسوں کے تئیں روپے اشرفیاں دیتا، اور جو کوئی جس چیز کا سوال کرتا، میں اسے مالا مال کرتا۔

غَرض چالیسوں دروازے سے حاجت مند آتے اور جو چاہتے سو لے جاتے۔ ایک روز کا یہ ذکر ہے کہ ایک فقیر سامنے کے دروازے سے آیا اور سوال کیا۔ میں نے اسے ایک اشرفی دی۔ پھر وہی دوسرے دروازے سے ہو کر آیا۔ دو اشرفیاں مانگیں، میں نے پہچان کر درگزر کی اور دیں۔ اسی طرح اس نے ہر ایک دروازے سے آنا اور ایک اشرفی بڑھانا شروع کیا اور میں بھی جان بوجھ کر انجان ہوا اور اس کے سوال کے موافق دیا کیا۔ آخر چالیسویں دروازے کی راہ سے آ کر چالیس اشرفیاں مانگیں۔ وہ بھی میں نے دلوا دیں۔ اتنا کچھ لے کر وہ درویش پھر پہلے دروازے سے گھُس آیا اور سوال کیا۔ مجھے بہت برا معلوم ہوا۔ میں نے کہا: سن اے لالچی! تو کیسا فقیر ہے کہ ہرگز فقر کے تینوں حرفوں سے بھی واقف نہیں۔ فقیر کا عمل ان پر چاہیے۔ فقیر بولا: بھلا داتا! تمھیں بتاؤ۔ میں نے کہا: ف سے فاقہ، ق سے قناعت، ر سے ریاضت نکلتی ہے۔ جس میں یہ باتیں نہ ہوں وہ فقیر نہیں۔ اتنا جو تجھے ملا ہے اس کو کھا پی کر پھر آئیو اور جو مانگے گا لے جائیو۔ یہ خیرات احتیاج رفع کرنے کے واسطے ہے نہ کہ جمع کرنے کے لیے۔ اے حریص! چالیس دروازوں سے تو نے ایک اشرفی سے چالیس اشرفیاں تک لیں۔ اس کا حساب تو کر کہ ریوڑی کے پھیر کی طرح کتنی اشرفیاں ہوئیں اور اِس پر بھی تجھے حرص پھر پہلے دروازے سے لے آئی! اتنا مال جمع کر کر، کیا کرے گا؟ فقیر کو چاہیے کہ ایک روز کی فکر کرے، دوسرے دن پھر نئی روزی رزّاق دینے والا موجود ہے۔ اب حیا و شرم پکڑ اور صبر و قناعت کو کام فرما۔ یہ کیسی فقیری ہے جو تجھے مرشد نے بتائی ہے؟

یہ میری بات سن کر خفا اور بد دماغ ہوا اور جتنا مجھ سے لے کر جمع کیا تھا، سب زمین میں ڈال دیا اور بولا: بس بابا! اتنے گرم مت ہو۔ اپنی کائنات لے کر رکھ چھوڑو۔ پھر سخاوت کا نام نہ لیجو، سخی ہونا بہت مشکل ہے۔ تم سخاوت کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے۔ اس منزل کو کب پہنچو گے؟ ابھی دِلّی دور ہے! ''سخی'' کے بھی تین حرف ہیں، پہلے ان پر عمل کرو، تب سخی کہلاؤ۔ تب تو میں ڈرا اور کہا: بھلا داتا! اس کے معنے مجھے سمجھاؤ۔ کہنے لگا: س سے سمائی، خ سے خوفِ الٰہی اور ی سے یاد رکھنا اپنی پیدائش اور مرنے کو۔ جب تلک اتنا نہ ہولے تو سخاوت کا نام نہ لے۔ اور سخی کا یہ درجہ ہے کہ اگر بدکار ہو، تو بھی دوست خدا کا ہے۔ اس فقیر نے بہت ملکوں کی سیر کی ہے، لیکن سوائے بصرے کی بادشاہ زادی کے، کوئی سخی دیکھنے میں نہ آیا۔ سخاوت کا جامہ خدا نے اس عورت پر قطع کیا ہے۔ اور سب نام چاہتے ہیں پر ویسا کام نہیں کرتے۔ یہ سن کر میں نے بہت مِنّت کی اور قسمیں دیں کہ میری تقصیر معاف کرو اور جو چاہیے سو لو۔ میرا دیا ہرگز نہ لیا، اور یہ بات کہتا ہوا چلا:

''اب اگر اپنی ساری بادشاہت مجھے دے تو اس پر بھی نہ تھوکوں۔''

(باغ و بہار)

www.ilmkidunya.com

مشق

۱۔ مختصر جواب دیں:

(الف) دوسرے درویش نے ملکِ فارس کے بارے میں کیا بتایا؟

(ب) دوسرے درویش کے والد نے کس طرح بیٹے کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دی؟

(ج) دوسرے درویش کے مطابق حاتم طائی کا قصہ کس نے سنایا تھا؟

(د) جنگل سے لکڑیاں چُننے والا بوڑھا اور بڑھیا کیا گفت گو کر رہے تھے؟

(ہ) حاتم طائی نے لکڑہارے کی گفت گو سن کر کیا فیصلہ کیا؟

۲۔ سبق کے متن کے مطابق درست جواب کا انتخاب کریں:

(الف) دوسرے درویش کے کہنے کی نوبت آئی تو وہ بیٹھا:

(i) اکڑوں (ii) سیدھا (iii) چارزانو (iv) دوزانو

(ب) دوسرے درویش نے اپنی سیر کا احوال سنایا:

(i) اشعار پڑھ کر (ii) اقوال پڑھ کر (iii) احوال و آثار پڑھ کر (iv) اخبار پڑھ کر

(ج) ہفت اقلیم میں اس اقلیم کے برابر کوئی ولایت نہیں کہ وہاں کا ستارا ہے:

(i) زہرا (ii) عطارد (iii) آفتاب (iv) ماہ تاب

(د) حاتم طائی کے وقت میں عرب کا بادشاہ تھا:

(i) قارون (ii) نوفل (iii) سکندر (iv) نوشیرواں

(ہ) بادشاہ کی سرکار سے انعام پانے کے لالچ میں سب جستجو کرنے لگے:

(i) لکڑہارے کی (ii) حاتم طائی کی (iii) شہزادے کی (iv) بادشاہ کے وزیر کی

۳۔ درج ذیل بیانات درست ہیں یا غلط نشان دہی کریں:

(الف) اے دلق پوشو! یہ عاجز بادشاہ زادہ چین کے ملک کا ہے۔ درست غلط

(ب) ''اصفہان، نصفِ جہان'' مشہور ہے۔ درست غلط

(ج) آب و ہوا وہاں کی خوش اور لوگ روشن طبع ہوتے ہیں۔ درست غلط

www.ilmkidunya.com

(د) عورت نے ٹھنڈی سانس بھری اور چپکی ہو رہی۔ درست غلط

(ہ) سچ ہے اگر آدمی میں رحم نہیں تو وہ انسان نہیں۔ درست غلط

۴۔ زیرِ مطالعہ سبق کا خلاصہ تحریر کریں۔

۵۔ حاتم طائی کے کردار پر اظہارِ خیال کریں۔

۶۔ ذیل میں دیے گئے الفاظ کے کسی مستند لغات سے مطالب تلاش کریں:

چارزانو، دلق پوش، ہفت اقلیم، ولایت، کواکب،

اولوالعزم، قُرق، طمع، دلاوری، تفاوت

۷۔ اس سبق میں استعمال ہونے والی تراکیب اور مرکبات کی فہرست بنائیں اور ان کا مفہوم لکھیں۔

۸۔ اس سبق کی روشنی میں 'فقر' اور 'سخی' کے الفاظ کی حرف بہ حرف وضاحت کریں۔

۹۔ تلمیح کی تعریف بیان کریں اور درج ذیل تلمیحات کی وضاحت کریں:

صبرِ ایوبؑ، گریۂ یعقوبؑ، اورنگِ سلیمانؑ، طائرِ سدرہ ، چاہِ یوسفؑ

۱۰۔ سبق کے سیاق و سباق کی روشنی میں درج ذیل بیانات کی تشریح کریں۔

(الف) آب و ہوا وہاں کی خوش اور لوگ روشن طبع اور صاحبِ سلیقہ ہوتے ہیں۔

(ب) مردُمی اور مروّت سے بعید جانا کہ اپنے تئیں چھپائے اور جان کو بچائے اور ان دونوں بے چاروں کو مطلب تک نہ پہنچائے۔

(ج) تواضع، تعظیم کر کے پاس بٹھلایا اور حاتم کا مُلک و اِملاک اور مال و اسباب جو کچھ ضبط کیا تھا وہ نہیں چھوڑ دیا۔

سرگرمیاں برائے طلبہ:

☆ لائبریری سے رجب علی بیگ سرور کی کتاب ''فسانۂ عجائب'' جاری کروائیں اور اس کا موازنہ میر امّن کی ''باغ و بہار'' سے کریں۔

☆ داستان گوئی کی کوئی محفل انٹرنیٹ سے سن کر طلبہ جماعت میں اس کے اہم نکات بیان کریں۔

☆ ''جمہوری رویے'' کے موضوع پر ایک تقریر تیار کریں۔

برائے اساتذہ کرام:

☆ میر امّن دہلوی کی شہرۂ آفاق داستان ''باغ و بہار'' کی اہمیت (سادہ اور رواں نثر کی بنیاد) پر روشنی ڈالیں۔

☆ داستانی ادب کا مختصر تعارف پیش کریں۔

☆ داستان کے عناصر (پلاٹ، کردار، مکالمہ، منظر نگاری) کی وضاحت کریں۔

☆ قدیم اور جدید نثری اسالیب کا تقابلی جائزہ پیش کریں۔

www.ilmkidunya.com